نمبر ۳۵ قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۱۷ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۳۵ھ جلد ۲۱

اطلاع

موسمی عوارض کی وجہ سے چھاپنے والا عملہ بیمار ہے۔ اور مشین ابھی تک پہونچ نہیں سکی۔ اس لئے جہاں پچھلے ہفتہ کا اخبار دو ورق متعلق سے شایع ہوا وہاں اس ہفتہ کا اخبار بمشکل آٹھ صفحوں پر شایع ہو سکا ہے امید ہے ناظرین معذور سمجھیں گے۔

ناظرین الحکم کی خدمت میں واضح رہے کہ اگر انہیں مذہبی امور کے متعلق کبھی کبھی ایسے شبہات اور سوالات پیدا ہوا کریں جن کا جواب دینا مذہبی اخباروں کا فرض ہوا کرتا ہے تو وہ بے خوف و خطر سوالات لکھکر دفتر الحکم میں بھیجدیا کریں۔ ہم بفضل خدا معقول سوالوں کے جواب اخبار میں چھاپ دیا کریں گے۔

عجیب نوٹ

خدا تعالیٰ نے اگر اوپر کو آسمان بنا دیا ہے تو نیچے کو زمین بنا دی ہے اگر علو بنایا ہے تو سفل بھی بنایا ہے۔ نور بنایا ہے تو پھر اندھیرا بھی بنایا ہے باقی رہنے والی چیزیں بنائی ہیں۔ تو فنا ہونیوالی چیزیں بھی بنائی ہیں بعض کو قرب کا موجب بنایا ہے تو بعض کو دور رہنے کا موجب بنایا ہے۔ اگر فرشتے بنائے ہیں تو پھر شیطان بھی بنایا ہے۔

جب مرد عورت دونوں کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی کتابیں بھیجیں اپنے رسول بھیجے اور سب سے آخر اپنی کامل اور مفصل کتاب قرآن مجید اور اپنا کامل اور افضل الرسل رسول محمد رسول اللہ صلعم بھیجا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مرد تو تعلیم حاصل کریں اور ان کتابوں سے فائدہ اٹھاویں اور اپنی عاقبت سنواریں مگر عورتوں کو جاہل اور بے علم رکھا جاوے۔ اور جیسے ان پڑھ پیدا ہوئی تھیں ویسے ہی ان پڑھ واپس بھیج جاویں کیا اس معاملہ میں مرد گنہ گار نہیں؟ اور کیا یہ انصاف کا ستیاناس نہیں۔

مرد اور عورت میں اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی روحانی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی قدرتاً بہت فرق ہے اور جو کام مرد کر سکتا ہے وہ عورت نہیں کر سکتی اور جو عورت کر سکتی ہے وہ مرد نہیں کر سکتا ہاں بعض امور میں شراکت بھی ہے۔ مگر مقابلۃً مرد غالب ہے اور عورت مغلوب ہے مرد حاکم ہے اور عورت محکوم ہے۔ اس لئے مرد و عورت کے مساوی حقوق کبھی نہیں ہو سکتے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک گریجوایٹ کی ضرورت

مدرسہ ہذا میں ایک سینئر ٹرینڈ گریجوایٹ کی ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ تمام درخواستیں بمعہ سندات کے بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے جلد آنی چاہئیں +

الہامات۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۶ء ۱۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدہم فی تضلیل ۲ + ۲۰ ستمبر ۱۹۰۶ء ۱۔ انت منی بمنزلۃ روح الاسلام۔ ۲۔ انت منی بمنزلۃ ہارون۔ ۳۔ انت منی بمنزلۃ موسیٰ۔ ۴۔ ہم تیرا کام اختر کرینگے + کل یوم ہو فی شان + ان اللّٰہ معی فی کل حال + ہر حال میں تمہارے ساتھ ہیں ہوں تیرے منشا کے مطابق + احببتہ الہو فدانی اثار یک الرحمان ذو العز والسلطان + الاف آف مین + رب ارحمنی ان فضلک ورحمتک ینجی من العذاب + تعلقت یا لاہداب + ۳۲ وارسل علیہم طیرا ابابیل

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۹ - ستمبر بوقت نماز ظہر۔

کرامت علی نے حضرت مسیح الزمان ومہدی دوران سلمہ الرحمٰن کی نسبت ایک پیشگوئی کی ہے۔ جو کہ گذشتہ اخبار میں پیسہ اخبار سے نقل کر کے شایع کر گئی تھی۔ یعنے وہ پیشگوئی جب روزانہ اخبار مطبوعہ ۱۸ ستمبر سے پڑھکر حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں سنائی تھی۔ تو اسپر جو کچھ حضرت اقدس نے فرمایا پیشتر اس کے کہ وہ درج کروں حضرت اقدس کے کلمات طیبات کو سمجھنے کے لئے اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ گذشتہ اخبار کے صفحہ ۱۰ سے وہ پیشگوئی ایک دفعہ پھر بغور پڑھ لیویں۔ (ظہیر)

اسپر حضرت اقدس نے فرمایا۔ پیشگوئیاں تو وہ ہوتی ہیں جو قبل از وقتِ وقوع اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے عام طور پر شایع ہوں۔ اور دنیا میں ان کی عام طور پر شہرت ہو۔ آجکل کے لوگوں کی زبانی شہادتوں کا کیا بھروسہ ہے۔ ہمارے مخالفوں کی اس وقت عجیب حالت ہو رہی ہے۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ کہ ایک جگہ آٹھ آدمیوں نے قسم کھا کے بیان کیا کہ ہم دیکھ آئے ہیں جو مجھے جذام ہو گیا ہے زبانی شہادتوں پر تو بڑی بڑی کرامتیں لوگوں میں مشہور ہو جایا کرتی ہیں حالانکہ اصلیت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ فرمایا یہ اخبار تو رکھنے کے لایق ہے۔ اسکی پہلی پیشگوئیوں کی نسبت صرف زبانی شہادتوں کو ہم کافی نہیں سمجھتے۔ ہاں یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس اخبار میں درج ہے۔ اب خود بخود سچائی ظاہر ہو جاوے گی اس نے بڑا ہی ظلم کیا ہے جو دلی میں ہزاروں آدمی طاعون سے مر گئے اور اس نے ان کو چھوا تک بھی نہیں۔ زبانی شہادتیں آجکل کے لوگوں کی قابل قدر نہیں البتہ اسکی یہ پیشگوئی محفوظ رکھنے کے لایق ہے۔ یہ کیسی حیلہ سازی ہے کہ جو پیشگوئی کرتا ہے وہ تو چپ ہے اور اسکی بجائے ایک دوسرا شخص شایع کرتا ہے۔ دیکھو جتنی پیشگوئیاں ہم کرتے ہیں خود ہی لکھتے اور شایع کرواتے ہیں۔ اصل میں قرون ثلاثہ کا حال کمال پہنچ چکا ہے۔ اس زمانہ میں جھوٹ تو حلوہ بے دودہ سمجھا جاتا ہے۔ ہمپر بڑے بڑے افترا کئے گئے اور طرح طرح کے بہتان لگائے گئے۔ عدالتوں میں ہمپر طرح طرح کے جھوٹے الزام ثابت کرنیکی کوشش کیگئی اور ان لوگوں نے ہمارے برخلاف آتما رام اور چندو لال کے سامنے کتنے جھوٹ بولے۔ فسق وفجور کی کوئی حد نہیں رہی اور خاص کر جھوٹ میں تو ان لوگوں نے وہ کمال حاصل کیا ہے کہ اگر لاکھ آدمی بھی ملکر شہادت دیں تو اعتبار نہیں ہو سکتا۔ شیخ یعقوب علی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ تمہارا ذمہ ہے کہ پیسہ اخبار کیطرف اصلیت کو دریافت کرنے کے لئے ایک خط لکھو بلکہ میں کہتا ہوں کہ خود ہی ایک دو آدمی کرامت علی کے پاس دلی چلے جاؤ۔ اور اس کو یہ اخبار دکھا دو۔ کسی شخص نے عرض کی کہ منشی قاسم علی اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل دلی میں جو ہیں اور بڑے مخلص ہیں انہیں کو لکھا جاوے۔ حضرت نے مولوی محمد احسن صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا ہم تو اسی وقت آدمی بھیجنے کو بھی تیار ہیں مگر خیر انہیں کو لکھدو اور تاکیداً لکھدو کہ ہمارا خط دیکھتے ہی خود اس کے پاس جائیں اور اخبار دکھا دیں اگر وہ اقرار کرے تو بھی اس سے لکھوالیں اور اگر انکار کرے تو بھی لکھوالیں منشی قاسم علی اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل ہمارے خط کو دیکھتے ہی اس کے پاس جاویں اور پوری کوشش سے کام لے کر اس سے اقرار لیں۔ ایسی چور کارروائی ٹھیک نہیں ہے۔ ان کو تاکیداً لکھدو کہ خود جا کر اس سے اقرار لیویں اور اس کے ہاتھ سے لکھوائیں۔ یہ تو بڑی فیصلہ کی بات ہے۔ گویا تمام دنیا کو ایک فیصلہ نے ہی چھوڑ دیا۔ اس کے پاس ضرور خود جا کر اس کی تصدیق کرانی چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کے لئے ایسی پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

واللہ مخرج ما کنتم تکتمون ۱/۹

ایک ہفتہ تک پتہ لگ جائے گا کہ اصلیت کیا ہے۔ چاہئے کہ یہی اخبار ان کو بھیجدیا جاوے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ وہاں سے اخبار ہی تلاش کرتے پھریں۔ کرامت علی کے پاس جا کر اخبار کی وہ جگہ دکھلائیں جہاں پیشگوئی درج ہے اور اس کو کہدیں کہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہے اسکی تصدیق ہم کرتے آئے ہیں اور اس بات کی بھی اچھی طرح سے تصدیق کر لیں کہ وہ کونسے ساتھ آدمی ہیں جن کو چھونے سے انکی طاعون جاتی رہی اور وہ تندرست ہو گئے فرمایا کئی دنوں سے ابتلاؤں کا سامنا تھا بس ۲۵ پچیس دن رات تو میں سویا ہی نہیں۔ آج ذرا سی میری آنکھ لگ گئی۔ تو یہ فقرہ الہام ہوا۔ "خدا خوش ہو گیا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم اس بات سے بہت خوش ہوا ہے کہ اس ابتلا میں میں پورا اترا ہوں اور اس الہام کا یہی مطلب ہے کہ اس ابتلا میں تو پورا اترا۔ اس کے بعد پھر آنکھ لگ گئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت خوشخط خوبصورت کاغذ میرے ہاتھ میں ہے جسپر کوئی پچاس ساٹھ سطریں لکھی ہوئی ہیں۔ میں نے اس کو پڑھا ہے مگر اسمیں سے یہ فقرہ مجھے یاد رہا ہے کہ "یا عبد اللہ انی معک" یعنے اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور اس کو پڑھ کر مجھے اتنی خوشی ہوئی۔ کہ گویا خدا کو دیکھ لیا۔ دیکھو ہمارے ساتھ تو خدا کے یہ معاملے ہیں۔ اور یہ ہیں جو ہماری ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ اگر خدا کو اپنے دین کا بیڑا غرق کر دینا منظور ہے تو جو چاہے سو کرے اس کو کوئی روک نہیں سکتا مگر یہاں تو اس نے بڑے بڑے وعدے دیئے ہوئے ہیں۔ ایک طرف خدا تو یہ فرماتا ہے۔

ولک نری آیات ونہدم ما یعمرون - اریحک ولا اجیحک واخرج منک قوما - انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ کمثلک دُرٌّ لا یضاع - لک درجۃ فی السماء وفی الذین ہم یبصرون -

(یعنی میں تجھے آرام دوں گا اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا اور تیرے لئے ہم بڑے بڑے نشان دکھلادیں گے۔ اور ہم ان عمارتوں کو ڈھا دیں گے جو بنائی جاتی ہیں تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا اور تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے۔ اور نیز اون لوگوں کی نگہ میں جن کو آنکھیں دی گئی ہیں) مگر یہ کہتے ہیں کہ اسکی تمام جماعت پاش پاش ہو جاوے گی اور یہ خود بھی طاعون سے ہلاک ہو جائے گا۔

فرمایا۔ ایک دفعہ دلّی میں تین شخص ہمارے پاس آئے۔ اور ان میں سے ایک نے کہا تھا کہ تم دعوٰی کرتے ہو کہ مسیح ناصری فوت ہو چکا اور آنے والا مسیح میں ہوں اور توفّی کے معنی قبض روح کے کرتے ہو حالانکہ اس کے معنے پورا کرنے کے ہی ہیں اور اس کی تائید میں یہ مصرع پڑھ کر سنایا۔ توفی کل نفس ما ضمنت میں نے جواب دیا کہ مولوی بن کر مفسر بن کر ایسی بات کرنی۔ بھلا یہ تو پہلے بتلاؤ کہ یہ صیغہ کا ہے کا ہے۔ بس پھر تو ہچکچانے لگ گیا جی غلطی ہو گئی۔ (توفّی کے معنے پورا دینے کے وہاں ہوں گے جہاں باب تفعیل میں ہوگا۔ اور قبض روح کے معنے وہاں ہوں گے جہاں باب تفاعل سے ہوگا)

فرمایا عجیب بات یہ ہے کہ ہمیں تو رد کر دیا اور ایک عیسائی کو مسیح بنا دیا۔ امید ہے کہ یہ ایک ہنسی ٹھٹھہ کی پیشگوئی ثابت ہوگی۔ ورنہ ایک مسلمان کا ایسے شخص کو مسیح قرار دینا جو انسان کی پرستش کرتا اور انسان کو خدا بنا تا اور مسلمانوں کے نزدیک کفر کا عقیدہ رکھتا ہے نیک نیتی پر مبنی نہیں ہو سکتا۔ محض ہنسی ٹھٹھا معلوم ہوتا ہے۔

فرمایا۔ طاعون تو ابھی سر پر ہے۔ یہ کوئی صحیح فیصلہ تو نہیں کہ اب طاعون دور ہو گئی ہے۔ یاد رکھو کہ مفتری کو خدا تعالےٰ بے سزا کبھی نہیں چھوڑتا۔ ابھی تو طاعون کی نسبت گورنمنٹ خود بھی حیران ہے۔ کہ اس کو روکنے کی کیا تدبیر کیجاوے اور اس طرف خدا تعالیٰ نے ہمیں بھی خبر دے رکھی ہے۔ کہ اس سال یا اگلے سال سخت طاعون پڑے گی اور شدت سے پڑے گی اور مغربی ممالک میں بھی خطرناک طاعون پڑے گی۔ اور کابل کی نسبت طاعون تو نہیں مگر یہ فرمایا ہے کہ وہاں پچاسی ہزار آدمی ہلاک ہوں گے۔ اور ساتھ ہی ہمارے ساتھ وعدہ ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار" اگر یہ افترا ہے تو دکھاؤ کہ ان گیارہ برسوں میں کتنے ہلاک ہوئے۔ دیکھو فقیر مرزا نے میری نسبت کتنے زور سے پیشگوئی کی کہ یہ شخص آیندہ ماہ رمضان میں طاعون سے مرے گا اور بڑا بڑا دعوے کیا کہ میرا عرش سے لے تک گذر ہوا ہے اور میری نسبت بار بار کہا کہ یہ جھوٹا ہے اور مجھے خدا کی آواز آئی ہے کہ اس پر آیندہ رمضان کی فلان تاریخ کو بڑا غضب نازل ہوگا۔ اور تباہ ہو جائے گا۔ مگر دیکھو کہ پھر خود ہی طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ اور پھر عجیب بات یہ کہ آیندہ رمضان کی اسی تاریخ کو آپ ہی ہلاک ہو گیا جس تاریخ کو میری ہلاکت کی پیشگوئی لکھی تھی۔

پھر چراغ الدین کو دیکھو جو بڑا دعوے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسےٰ نے مجھے عصا دیا ہے اور پھر میری ہلاکت کے لئے بڑی بڑی دعائیں کرتا رہا مگر آخر خود ہی اپنے لڑکوں سمیت طاعون سے مارا گیا یہ تو ان پیشگوئی کرنیوالوں کے حال ہیں اور ان کے کشفوں اور الہاموں کا حال یہ ہے کہ خدا ان کو کہتا کچھ اور ہے اور ہو کچھ اور جاتا ہے۔ اور پھر ایک نہیں دو نہیں کئی ہیں حقیقۃ الوحی میں ہم نے نمونہ کے طور پر لکھدیئے ہیں۔ دیکھو غلام دستگیر نے لکھا تھا کہ جیسے مجمع بحار الانوار کے مولف کی دعا سے ان کے زمانہ کے مہدی کاذب کا بیڑا غارت ہوا تھا ویسے ہی میری دعا سے مرزا قادیانی جڑ سے کاٹا جاوے۔ پھر دیکھو وہ خود ہی تباہ ہو گیا۔ اور یہ باتیں ایسی نہیں جو یونہی چھوڑ دی جاویں بلکہ ان پر غور کرنا چاہیئے۔

فرمایا۔ اصل میں جیسے کافر اور مشرک لوگ آنحضرت صلعم کو ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑانا چاہتے تھے۔ ویسے ہی یہ ہم کو بھی ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا چاہتے ہیں۔ آپ تو وہ عورتوں کی طرح چھپ کر بیٹھا ہوا ہوگا۔ اصل میں دلّی میں ہنسی ٹھٹھا بہت ہے۔ کوئی دیندار ایسے لفظ کب استعمال کر سکتا ہے کہ ایسا شخص جو نصرانیت کے شرک میں مبتلا ہو اور ایک انسان کو پوجنے والا ہو اصلی مسیح ہے۔ خیال تو کرو کہ مسلمان ہو کر اپنے مذہب کو کیسے ہنسی ٹھٹھے میں اڑاتے ہے آریہ وغیرہ بھی اپنے مذہب کے ایسے ٹھٹھے نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دلی کی کمبختی کچھ باقی ہے۔

(۱۹ ستمبر۔ بوقت ظہر)

فرمایا۔ سنت اللہ اسی طرح سے جاری ہے اور ہمارا اعتقاد بھی یہی ہے کہ بعض لوگوں کو نہ ہی تو خدا کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور نہ ہی ان کے اخلاق عادات اچھے ہوتے ہیں۔ مگر جب کسی اپنے بیگانے نے مرنا ہو یا کوئی اور ایسا ہی واقع ہونا ہو تو بعض اوقات خوابوں کے ذریعے کچھ نہ کچھ اطلاع ہو جاتی ہے۔ یہانتک کہ ایک چوہڑی کو بھی میں نے دیکھا ہے کہ اسکی اکثر خوابیں سچی نکلا کرتی تھیں بلکہ ایک پہلے درجہ کی زانیہ اور بدکار عورت کو بھی کچھ نہ کچھ خوابیں آ سکتی ہیں۔ اور بازاری عورتیں طوائف وغیرہ بھی اکثر اوقات بیان کیا کرتی ہیں کہ میری فلان خواب سچی نکلی۔ ہاں اگر یہ سوال کیا جاوے کہ خدا نے ایسا کیوں کیا تو اس بات کا جواب یہ ہے کہ تا یہ لوگ ایسا نمونہ پا کر کارخانہ نبوت کو سمجھ لیں اگر ایسا نمونہ نہ ہوتا تو پھر نبیوں کے تعلق کو سمجھنے میں وقت ہوتی یہ سچی بات ہے کہ کافر فاسق فاجر سب کو سچی خوابیں کبھی کبھی آیا کرتی ہیں اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب تم لوگ باوجود طرح طرح کے عیبوں فسق و فجور اور دنیا کے گند میں مبتلا ہونے کے ایسی خوابیں دیکھ لیا کرتے ہو تو پھر وہ جو ہر وقت خدا کے پاس رہتے ہیں اور اسی کے آستانہ پر ہر دم گرے رہتے ہیں ان کو سچا کیوں نہ سمجھا جائے۔ ایکدفعہ چند آریہ ہندو ہمارے پاس آئے تھے اور کہنے لگے کہ ہمیں بھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ میں نے ان کو بھی کہا تھا کہ ہم تو مانتے ہیں کہ چوہڑوں اور چماروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ جس کو سچی خواب آوے اسکی عملی حالت بھی بڑی اعلےٰ ہے اور اس کا دل بڑا پاک ہے۔ بلکہ یہ تو کارخانۂ نبوت کو سمجھنے کے لئے ہر ایک کی فطرت میں اللہ تعالےٰ نے ایک مادہ رکھا ہے۔

فرمایا۔ مبارک احمد کی نسبت جو کچھ قبل از وقت کہا گیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر اسکی والدہ کی نسبت خاص طور پر الہام ہونا کہ "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر" اور پھر چار دفعہ "انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا" اور پھر "لائف آف پین" یعنی تلخ زندگی۔ اگر یکجائی طور پر ایک دشمن بھی دیکھے تو بجز اس کے کچھ بھی جواب نہیں دیسکیگا کہ خدا کا ایک نشان ظہور میں آیا ہے ہاں اگر بیحیائی اور شرارت سے کام لے تو اور بات ہے چاہیئے کہ منہاج نبوت سے یہ کہا جاوے یا کم از کم عقل کے رو سے ہی سہی کہ اتنے پیچے اور صرف مبارک کی نسبت ایسا لکھا گیا کیا کوئی انسان عقل سے ایسا کر سکتا ہے موت کی خبر دینا یہ خدا کے سوا کسی اور کا کام نہیں۔ خدا کا فضل ہے جو سب کچھ پہلے ہی ظاہر کر دیا گیا تھا۔ اگر اب کہتے تو کون مانتا۔ سوچنا چاہیئے کہ آیا جو کچھ وفات سے پہلے ظاہر کیا گیا ہے وہ وفات بتلا رہا ہے یا زندگی "انی اسقط من اللہ واصیبہ" تو مبارک کی ولادت سے بھی پہلے کہا گیا تھا۔ خدا تعالیٰ تو صاف فرماتا ہے۔ فلا یظہر علی غیبہ احدا۔ الا من ارتضی من رسول + فرمایا کل ذرا سی مجھے غنودگی ہوئی

حضرت اقدس کا ایک پُرانا خط

حضرت اقدس علیہ السلام نے قاضی سلطان محمود صاحب آئی اعوان والے کو خط لکھا ہے اس کی تحریک مولوی فضل الدین صاحب ساکن کھاریاں نے جو آجکل یہاں ہیں اور ہمارے مخلص احباب سے ہیں کی یہ مولوی صاحب قاضی صاحب کے شاگرد اور معتقد ہیں۔ پانچ سال قاضی صاحب سے تعلیم پاتے رہے۔ بڑے ہی عابد۔ زاہد۔ نیک اخلاق آدمی ہیں ان کا اب تک مضبوط خیال ہے کہ قاضی صاحب متکبر دنیا طلب آدمی نہیں رائے اور اعتقاد کی غلطی میں مبتلا ہیں اور ممکن ہے کہ مغالطہ سے نکل جائیں۔ حضرت نے انکی خاطر خط لکھدیا ہے:۔ رات اس قدر لمبی تقریر فرمائی۔ کہ اگر کوئی لکھتا تو رسالہ مرتب ہو جاتا۔ بڑے درد دل کے ساتھ سلسلہ کلام شروع کیا کہ ہماری جماعت کا اعلیٰ فرض ہے کہ وہ اپنے اخلاق کا تزکیہ کریں اور حقوق عباد اور حقوق اللہ کے ادا کرنے کی دقیق سے دقیق رعایت کیا کریں کوئی منصوبہ اور جہل ان کے کسی عضو پر نہ ہو کوئی کتا اور بلی بھی ان کے احسان سے محروم نہ رہے۔ چہ جائیکہ بنی آدم میں ان لوگوں کو بہت بُرا جانتا ہوں۔ جو دین کی آڑ میں کسی غیر قوم کی جانی اور مالی ایذا روا رکھتے ہیں۔ غرض خلاصہ ساری تقریر کا یہی ہے کہ اب وقت ہے۔ کہ جماعت اپنی حالت میں بیّن تبدیلی دکھائے۔ فرمایا کہ مجھے پختہ وعدہ دیا گیا ہے۔ کہ بہت سے عظیم الشان نشان تیرے ہاتھ سے ظاہر ہوں گے۔ مگر یہ علم مجھکو نہیں دیا گیا۔ کہ کون کون لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ فرمایا کہ نشانوں کی ناقدردانی دو طرح سے وقوع میں آتی ہے ایک کفر و انکار سے اور ایک اس طرح سے کہ دو روز تک اس کے وقوع کے بعد واہ واہ کیجائے اور پھر اُسے قطعاً فراموش کر ڈالا جائے اور خدا کی عظمت و جبروت اس کے وقوع کے بعد نئے سرے دل پر وارد نہ کیجائے۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کا بھی یہی حال ہے کہ نشان الٰہی کی چنداں پروا نہیں کرتے اور غفلت و تساہل سے وقت گذارتے ہیں اور اکثر انہیں ایسے ہیں کہ سوز و گداز ان کی افعال میں نظر نہیں آتا۔ فرمایا اگر دین الٰہی کے اعلا اور تعظیم اور حرمات الٰہیہ کی ہتک کے انتقام کے لئے روح میں جوش اور قوت اور عقد ہمت نہ ہو۔ تو یہ نمازیں نری جنتر منتر ہیں۔ اب وقت ہے کہ گداز گداز ہو ہو جائیں اور رات دن دعاؤں میں مصروف رہیں۔ میں فکر و غم میں ہلاک ہو رہا ہوں۔ مگر جب دیکھتا ہوں کہ جماعت میں ہنوز یہ روح پیدا نہیں ہوئی۔ میں ان روکھی سوکھی نمازوں کا ہرگز قایل نہیں۔ جو رسم و عادت کے پیرایہ سے پڑھی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ اس وقت دیکھتا ہے کہ کن لوگوں نے گذشتہ نشانوں کی قدردانی کی اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کی وہ اُنہی کو آیندہ بھی مستفید ہونیکی توفیق بخشے گا۔ خدا تعالیٰ ہمیں ویسا بننے کی توفیق دے۔ جو ہمارے امام کی آرزو ہے:۔

خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم۔

۷۔ شعبان المبارک ۱۳۱۰ھ

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمدؐ عافاہ اللہ و ایّد۔

بخدمت اخویم مولوی سلطان محمود صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد ہذا میں مامور ہوں۔ کہ ہر ایک رشید اور سعید کو اپنی بابت سے اطلاع دوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اس قسم کی تجدید کے لئے بھیجا ہے۔ کہ تا وہ فتنہ عیسائیت کا جس کے بیرونی حملوں سے اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور نیز وہ فتنہ اندرونی جو خود مسلمانوں کی اعتقادی اور عملی اور ایمانی حالت تنزل میں ہے۔ یہ دونوں فتنے میرے ذریعہ سے فرو کئے جائیں۔ چنانچہ اس حکیم مطلق نے بیرونی اصلاح کے لحاظ سے جو متعلق کسر صلیب ہے میرا نام مسیح موعود رکھا ہے اور اندرونی فتنہ کے فرو کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی ہدایت پر قائم کرنے کے لحاظ سے میرا نام مہدی معہود رکھا ہے۔ کیونکہ صلیبی فتنہ جس کے ہاتھ سے فرو ہو اور بگڑی ہوئی عیسائیت کا زوال ہو وہ وہی مجدد ہے جس کا نام آسمان پر مسیح ہے۔ اور وہ شخص جو ایسے وقت میں آوے۔ کہ جب اکثر مسلمان مغز اور حقیقت کو کھو بیٹھے ہوں اور وہ اس لئے بھیجا جاتا ہے۔ کہ تا دوبارہ حقیقی ہدایت اور ایمان کی روح ان کے اندر پھونکے وہ وہی مجدد ہے جس کا نام مہدی ہے۔ جیسا کہ یہ حدیث ہے۔ لامہدی الا عیسےٰ۔ اور خدا نے چودھویں صدی کو اس لئے خاص کیا۔ کیونکہ کمال نور کا نظارہ صرف چودھویں رات میں ہوتا ہے اور چودھویں رات کے دونوں طرف انحطاط ہے اور جو شخص زمانہ کی حالت موجودہ پر ایک نظر ڈالے گا اور بیرونی حملوں اور اندرونی فسادوں کو دیکھیگا۔ اگر وہ فراست رکھتا ہو تو اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ خود زمانہ کی حالت موجودہ سے چاہا ہے کہ اسی صدی کا مجدد مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نام سے پکارا جاوے۔ کیونکہ آسمان پر خدمتوں اور کاموں کے لحاظ سے نام رکھا جاتا ہے۔ پھر جسکی خدمت کسر صلیب ہے۔ اس کا نام بجز مسیح موعود کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور جو قوم کے مردہ قالب میں دوبارہ ہدایت اور ایمان اور تقویٰ کی روح ڈالنا چاہتا ہے وہ بجز مہدی کے کس نام سے موسوم ہو سکتا ہے۔ کیا سچ نہیں کہ آسمان پکار رہا ہے اور زمین فریاد کر رہی ہے کہ اس صدی کے مجدد کا نام بلحاظ حالت موجودہ اور مفاسد مشہودہ اندرونی اور بیرونی کے مسیح اور مہدی ہونا چاہیئے۔ اگر یہ حالت موجودہ خود مجھکو طبعاً یہ دونوں خطاب عطا نہیں کرتی۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اور اگر کرتی ہے تو ہر ایک متقی خدا ترس کے لئے واجب اور لازم ہے کہ میرے انصار میں سے ہو جاوے اسی بنا پر میں آپ پر نیک ظن کر کے یہ خط آپ کیطرف لکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ اس روز سے ڈر کر جبکہ ایک ذرہ انحراف اور خدا کی راہ میں سستی کرنا انحطاط اعمال کا موجب ہوگا۔ میری نصرت میں لگ جاویں ہر ایک روح خود پسندی سے خالی ہو کر میری نسبت خدا تعالیٰ سے گواہی طلب کریں گے خدا تعالےٰ میری مسیحائی کی اس کو خبر دیگا۔ سو اے عزیزو! خدا سے خوف کر کے اور اس دن سے ڈر کر جبکہ ہر ایک شخص کو اپنی لاپرواہی کی بازپرس ہوگی۔ میرے معاملہ میں خدا سے روشنی مانگو۔ تا اس جماعت میں شمار نہ کئے جاؤ۔ جنہوں نے خدا کے مسیح کو پا کر۔ سر اٹھا کر اسکی طرف نہ دیکھا یہ میری طرف سے ایک تبلیغ ہے اور ان تمام لوگوں کا بوجھ آپ کے سر پر ہے۔ جو آپ کے ایک ذرہ اشارہ سے حق کو قبول کر سکتے ہیں۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔ الراقم المامور من الرب الغفور میرزا غلام احمدؐ۔

مکرر یہ کہ حضرت احدیت کا محب صادق جو اپنے تئیں محجوبانہ حالت میں رکھنا نہیں چاہتا اور نہ کسی حصہ تاریکی کے ساتھ اس دار ناپایدار سے سفر کرنا

چاہتا ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ نے موقع دیا ہے۔ کہ اپنی معرفت کی منزل کو اپنی استعداد کے موافق پورا کرے۔ کیونکہ نشان ظاہر ہوتے ہیں اور حقایق معارف بیان کئے جاتے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اس وقت ٹھوکر نہ کھاوے اوس سعادت سے عمداً محروم نہ رہے جس کے آسمان سے دروازے کھولے گئے ہیں۔ فقط

خطبۃ النکاح

(از حکیم الامۃ - ۱۳ ستمبر ۱۹۰۷ء)

سید عبد الرحیم سیالکوٹی کا نکاح منشی عبد الرحمٰن صاحب کپورتھلوی کی دختر نیک اختر امۃ اللہ نام سے یک صد روپیہ مہر پر پڑھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو مبارک کرے۔ ظہیر

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اما بعدہ ان الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

اسلامیوں کی ہر ایک کتاب ہر ایک سبق ہر ایک تصنیف اور خطوط وغیرہ میں ہمیشہ یہ بات مدنظر رکھی گئی ہے کہ اللہ جل شانہ کی بزرگی عظمت بڑائی اور کبریائی کا بیان ہو ہر ایک تحریر اور تقریر سے پہلے اسی کی صفات کا تذکرہ اور اسی کی حمد و ستایش کو مقدم رکھا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہر ایک سبق سے پہلے ہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا جاتا ہے غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ انسان کے اقوال ہوں یا افعال ہوں ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور ہر ایک کام میں خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں خدا کی عظمت کا خیال رکھا جاوے۔ یہاں تک کہ پاخانہ میں جانے کے لئے بھی دعائیں سکھائی ہیں۔ الٰہی جیسے ظاہری طور پر گندگی دور کرنے کا مجھے تقاضا ہوا ہے ویسے ہی روحانی طور پر بھی گندگی دور کرنیکا تقاضا ہو اور جیسے یہ گندگی دور ہو گئی ہے ویسے ہی میری روحانی گندگی اور میل کچیل بھی دور ہو۔ ایسے ہی کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھکر کھانا شروع کرنا چاہیئے۔ اور ختم کرتے وقت الحمد للہ رب العالمین جیسی دعا سکھائی ہے۔ ایسے ہی بیوی کے ساتھ محبت کرنے کے لئے بھی دعائیں سکھائی ہیں اور پھر فراغت کے لئے بھی دعائیں بتائی ہیں۔ یہانتک کہ بازاروں میں جانے کی بھی دعائیں ہیں اور واپس آنے کی بھی دعائیں ہیں مسجدوں کے اندر داخل ہونے کی بھی دعائیں ہیں اور مسجدوں سے باہر نکلنے کی بھی دعائیں ہیں۔ اور مطلب ان کا یہی ہوتا ہے کہ اللہ کی عظمت و رضامندی کا خیال ہر دم کر لیا جاوے۔ اس کے انعاموں کو یاد کر کے اور فضلوں کا امید وار بن کے ہر ایک کام کو کرنا چاہیئے۔ بڑے بڑے کاموں میں سے نکاح بھی ایک کام ہے۔ اکثر لوگوں کا یہی خیال ہوتا ہے کہ بڑی قوم کا انسان ہو حسب نسب میں اعلےٰ ہو۔ مال اس کے پاس بہت ہو۔ حکومت اور جلال ہو۔ خوبصورت اور جوان ہو مگر ہمارے نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ کوشش کیا کرو کہ دیندار اور نیکوکار انسان ملجاوے۔ اور چونکہ حقیقی علم اخلاق عادات اور دینداری سے آگاہ ہونا مشکل کام ہے جلدی سے پتہ نہیں لگ سکتا اس لئے فرمایا کہ استخارہ ضرور کر لیا کرو۔ اور صرف ناطہ کی رسم رکھی ہے اور نکاح کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ اس سے غرض صرف مستی کا مٹانا ہی نہ ہو۔ بلکہ محصنین غیر مسافحین ﴿۶/۱﴾ کو مدنظر رکھے۔ اور ہر ایک بات میں اس خدا کے آگے جس کے ہاتھ میں مال جان اخلاق و عادات اور ہر ایک طرح کا آرام ہے بہت بہت استغفار کرے۔ اور بے پرواہی سے کام نہ لے خواہ وہ انتخاب لڑکوں کا ہو یا لڑکیوں کا۔ کیونکہ بعد میں بڑے بڑے ابتلاؤں کا سامنا ہوا کرتا ہے اور ابتلا کئی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔

۱۔ راستبازوں اور اولوالعزم نبیوں پر بھی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا

واذا بتلی ابراھیم ربہ ﴿۱/۱۵﴾

۲۔ بد ذاتوں۔ بے ایمانوں کافروں اور مشرکوں پر بھی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا

نبلوھم بما کانوا یفسقون ﴿۹/۱۱﴾

۳۔ ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اور گروہ بھی ہے انپر بھی ابتلا آتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ وبلونھم بالحسنات والسیّات لعلھم یرجعون ﴿۹/۱۱﴾

۴۔ اور کبھی ابتلا ترقی مدارج کے لئے بھی آتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین۔ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ﴿۲/۱﴾

انسان کا نکاح اصل میں ایک نیا رشتہ ہوتا ہے۔ ایک اجنبی عورت سے تعلقات شروع ہو جاتے ہیں بعض ملکوں میں تو عورت کو مرد کا یا مرد کو عورت کا پتہ تک بھی نہیں ہوتا۔ اور ان کا آپسمیں نکاح شروع کر دیتے ہیں۔ عورتیں حقیقت میں فطرتاً ناقص العقل اور ناقص الدین ہوتی ہیں۔ اور پھر بد قسمتی سے ہمارے ملک میں تو عورتیں کچھ پڑھی لکھی بھی کم ہوتی ہیں۔ لوگوں کی غفلت سستی اور کاہلی کے سبب سے بہت ہی کم عورتیں تعلیم یافتہ ملیں گی۔ اور پھر بڑی بھاری غفلت کے سبب سے عورتوں کی تعلیم میں بہت کم توجہ کیجاتی ہے اور ایسے ضروری کام میں بہت بے توجہی سے کام لیا جاتا ہے۔ مرد فطرتاً چاہتا ہے کہ میری بیوی میرے رنگ میں رنگین ہو جاوے اور ہر طرح سے میرے مذاق کے مطابق بنجاوے۔ اس لئے بعض وقت خفا ہو کر اور غصہ میں آ کر طعن اور تشنیع دیتا ہے اتنا نہیں سوچتا کہ مجھے تو دنیا کے سرد و گرم کی واقفیت بڑے بڑے تجربہ کاروں کی صحبت کا اثر اور عمدہ عمدہ مجلسوں کی اعلےٰ اعلےٰ باتوں کے باعث ہے۔ اور اس بیچاری کو اتنی خبر ہی کہاں ہے اور ایسا موقع ہی کب میسر آ سکتا ہے۔ اور پھر عورت مرد کے تعلق کی آپسمیں ایسی خطرناک ذمہ داری ہوتی ہے کہ بعض اوقات معمولی معمولی باتوں پر حسن و جمال کا خیال بھی نہیں رہتا اور عورتیں کسی نہ کسی نہج میں ناپسند ہو جاتی ہیں۔ اور اون کے کسی فعل سے کراہت پیدا ہوتے ہوتے کچھ اور کا اور ہی بنجاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسٰی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا ﴿۴/۳﴾

پس عزیزو - تم دیکھو اگر تم کو اپنی بیوی کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم اس کے ساتھ پھر بھی عمدہ سلوک کرو اللہ فرماتا ہے ہم اس میں عمدگی اور خوبی ڈال دیں گے ہو سکتا ہے کہ ایک بات حقیقت میں عمدہ ہو اور تم کو بری معلوم ہوتی ہو -

کوئی یہ نہ سمجھے کہ مجھ پر حملہ کرتا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کسی کی طرف اشارہ نہیں کرتا - بلکہ مجھے شروع سے ایک دردمند دل دیا گیا ہے پس چاہئیے کہ اپنے اقوال اور افعال کا بہت مطالع کرو - اب میں وہ آیات پڑھتا ہوں جو حضرت نبی کریم صلعم اکثر اوقات نکاحوں کے وقت پڑھا کرتے تھے -

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ $\frac{4}{2}$ -

مومن کو چاہیئے کہ تقوے کے لئے بیاہ کرے - بیاہ سے غرض صرف تقویٰ ہی ہو - ہر ایک چیز کو دیکھ لینا چاہیئے کہ اس کا فائدہ کیا ہوگا - اخلاق پر اس کا کیا اثر ہوگا خدا اس سے راضی ہوگا کہ نہیں ہوگا مخلوق کو کوئی نفع پہونچے گا کہ نہیں پہونچے گا -

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما - $\frac{22}{4}$

نکاحوں کے معاملات میں بعض لوگ پہلے بڑے لمبے چوڑے وعدے دیا کرتے ہیں کہ ہم ایسا کریں گے اور تم کو اس طور پر خوش کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ کریں گے وہ کریں گے مگر جب نیا معاملہ پیش آجاتا ہے تو پھر بہت مشکلات پیش آجاتی ہیں - اور بدعہدی کرنی پڑتی ہے - اسی واسطے اللہ کریم نے فرمایا ہے کہ پہلے ہر ایک بات کو اچھی طرح سے سوچ لو اور پڑا سوچ سمجھ کر نکاح کا معاملہ کیا کرو - اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال میں تبدیلی اور اصلاح کریگا - اور جو شخص اللہ کی اطاعت کرکے رسول اللہ صلعم کا کہا مانتا ہے اصل میں وہی اچھی طرح سے بامراد اور کامیاب ہوتا ہے -

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا $\frac{4}{12}$

نکاح کے اصل اغراض یہ ہیں - کہ انسان کو ایک قسم کا آرام حاصل ہو اور بہت سی حاجات رفع ہوں - اور صالح اولاد حاصل ہو - جیسے دعا سکھائی

رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ $\frac{3}{12}$

ایک دفعہ الحکم کے ایڈیٹر شیخ یعقوب علی نے اولاد کے حصول کیواسطے

×فٹ نوٹ - میں بحمد اللہ اس امر کا زندہ گواہ ہوں کہ حضرت حکیم الامۃ کو ایک خاص موقعہ پر اس امر کی تحریک کی تھی اور اسکی وجہ یہ تھی کہ میرا دل آرزومند تھا کہ ایسے عالم ربانی کی یادگار ہو جب مینے ایک اشتہاری طبیب کا ذکر کیا تو مولوی صاحب نے نہایت سنجیدگی سے مجھے فرمایا کہ میرا ایمان ہے کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے مگر خدا کا فضل ہے میری ہاں اولاد ہوتی ہے - اور مجھے مجرد اولاد کی حاجت نہیں ہاں مجھے سعادتمند اور سچے مسلمان اولاد کی ضرورت ہے جو اسلام کے لئے نمونہ اور سچی خادم ہو - پس اگر ایسا نسخہ کسی کے پاس ہے تو میں بیس ہزار روپیہ تک اس کو دینے کو آمادہ ہوں -

ایڈیٹر -

بڑے بڑے اشتہار مجھے دکھائے اور کہا کہ آپ کے اولاد نہیں ہوتی دیکھو کتنا بڑا دعوے کرتا ہے آپ ضرور اس اشتہار پر عمل کریں - مینے اسے یہی جواب دیا تھا کہ ایسی اولاد کی مجھے ضرورت ہی نہیں نفس اولاد چیز کیا ہے مجھے تو سعادتمند روح کی ضرورت ہے - اور رشد اور سعادت کا پتہ تو لگ گیا اٹھارہ برس کی عمر تک لگ ہی سکتا ہے اگر اس طرح کی اولاد کوئی ٹھیکہ اٹھاوے تو ہم اس کے اشتہار پر عمل کر سکتے ہیں - تب اس نے جواب میں کہا کہ ایسا تو وہ نہیں کر سکتے - پھر مینے جواب دیا کہ بیچے دس روپیہ والی اولاد کی ضرورت ہی نہیں ایسی اولاد کا فائدہ ہی کیا ہے نہ ہو تو بہتر ہے - حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت نکاح کرو تا کہ میری امت بڑھے یہ تو نہیں کہا کہ انسان بہت سارے ہوں یہی کہا ہے کہ میری امت بہت ہو - غرض مومن کو چاہیئے کہ اپنی بیوی سے جماع کرتے وقت اور اپنے اقوال اور افعال میں بھی تقوے کو مدنظر رکھے - اور ہر فعل میں خدا کی رضامندی کا خواہاں رہے - خدا کرے کہ تمہارے تقوے میں ترقی ہو - آمین -

---

ایک غور طلب امر

کسی پچھلے پرچہ میں ضرورت نبوت پر مینے ایک مضمون لکھا تھا جس کا مختصر مطلب یہ تھا کہ سلسلہ نبوت کے بغیر خدا تعالیٰ کے وجود کا حقیقی اور یقینی طور پر پتہ لگنا ایک امر محال ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ لوگ جو یہودیوں کے نامعلوم رشیوں پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں پر یا آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء پر سلسلہ نبوت کو ختم کر بیٹھے ہیں اور خدا تعالےٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا دروازہ بند کرکے ان واقعات کو محض قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں اس پر توجہ کریں گے اور ان قصوں کی تصدیق کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کے قایل ہوں گے - اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو معطل اور بیکار قرار نہیں دیں گے - اب میں اسی غرض کو مدنظر رکھکر گناہ کے متعلق ایک عرض کرنی چاہتا ہوں - اور وہ یہ ہے کہ عام طور لوگ کہدیا کرتے ہیں - کہ "اے بھائی گناہ سے بچ کہ یہ ایک زہر ہے" کہنے کو تو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے اور تقریباً کل جہان اس بات پر متفق بھی ہے کہ گناہ بری چیز ہے اس سے بچنا چاہیئے اور یہ کہ کسی گناہ کا مرتکب ہونا ہلاکت کی راہ اختیار کرنا ہے مگر جب دنیا کی عملی حالت پر نگاہ کیجاتی ہے تو یہ دیکھکر حیرانگی ہوتی ہے کہ باوجود یکہ نیک و بد چھوٹے بڑے اس بات پر متفق ہیں کہ نیکی عمدہ چیز ہے اور بڑے بڑے نیچے اچھے اور اعلےٰ درجہ کے بدمعاش اور شریر لوگوں سے بھی ہمیشہ ایسے لوگوں کی ہی تعریف سننے میں آتی ہے جو دیانتدار راستباز نیکوکار اور صالح ہوں - مگر پھر بھی نیکی اور بدی میں ٹھیک تمیز اور تفریق نہیں پائیجاتی - جیسے کہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو بعض قوموں کے نزدیک تو بری اور نہایت ہی مکروہ سمجھی جاتی ہیں - مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک بیگانہ عورت کو عمداً نظر اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے مگر عیسائیوں کے نزدیک بیگانہ عورت سے آنکھیں ملاتے ہوئے ٹیک ہینڈ

کھلم کھلا [illegible] نہیں اور دوسری قوموں کے نزدیک [illegible] اور موجب [illegible] معمولی بات ہے

Separate Copy

کرنا اور آپس میں ہاتھ سے ہاتھ ملا کر میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہوئے کسی خوشگوار سبزہ زار یا خوشبودار ہرے بھرے سرسبز باغ کی سیر کرنا اور کبھی کبھی گلے لگ کے طور پر بوس وکنار کرنا اور ساتھ ہی ساتھ باتوں ہی باتوں میں اس یسوع مسیح پر قربان ہوتے جانا جس نے کفارہ جیسا عجیب و غریب مسئلہ بنایا ہے۔ ایک قسم کی پاک محبت سمجھی جاتی ہے۔ اور آریہ صاحبان کے نزدیک اپنی پیاری غمگسار جان نثار وفادار جوان بیوی کا محض اولاد لینے کی خاطر کسی بیگانہ ہٹے کٹے نوجوان سے منہ کالا کروانا وید مقدس کے اعلے اصولوں میں سے ایک ایسا اصول سمجھا جاتا ہے جس پر دنیاوی اور آخروی زندگی کا دار مدار ہے۔ اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ لوگ اپنے شائع شدہ اصولوں میں اس بات پر متفق ہی نہیں کہ گناہ کسے کہتے ہیں تو پھر ان سے کسی متفقہ کامیابی اور ترقی کی امید رکھنا محض بے سود ہے۔ مسلمانوں عیسائیوں ہندوؤں اور دیگر معزز صاحبان میں سے جو شریف طبع آدمی ہیں پہلے ان کو اس بات پر متفق ہونے کی کوشش کرنی چاہیے کہ بدی کیا چیز ہے اور گناہ کس کو کہا جاتا ہے۔ مثلاً انہیں بتانا چاہیئے کہ بانیان مذاہب یا اہل دنیا نے افعال کی تقسیم جو دو حصوں میں کی ہے یعنے نیک کام اور بد کام تو آیا یہ تفریق نیک و بد محض قیام انتظام تمدن کے لئے انہوں نے اپنی سمجھ عقل اور تجربہ سے کی ہے یا کہ اس عالم کو پیدا کرنیوالے اور روحوں کی پوشیدہ اور ظاہر خواص اور اسرار کے پورے پورے واقف کار نے خود یہ تقسیم کی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی فعل خلاف نیچر یا خلاف قوانین تمدن یا خلاف قوانین اخلاق کیا جاوے تو وہ گناہ سمجھا جاتا ہے اور پھر اس فعل کا نتیجہ بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ مگر دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ان گناہوں کو آیندہ زندگی سے بھی کچھ تعلق ہے یا نہیں؟ اور آیا خدا کے نزدیک بھی وہی باتیں گناہ سمجھی جاتی ہیں جو انسانوں کے نزدیک گناہ ہیں یا یہ کہ خدا نے خود نیک و بد باتیں مقرر کی ہیں۔ اور ان میں ایک حد قائم کر دی ہے اور پھر انکی تصدیق بھی ہر زمانہ میں کرتا رہتا ہے۔ یہ ایک سوال ہے جس پر اخباری دنیا کو توجہ کرنی چاہیے تا کہ گناہ کے اصلی علاج کیطرف رجوع کیا جاوے۔

(ظہیر)

ڈائری

۲۵ ستمبر بوقت ظہر

صحابہ رضی اللہ عنہم کا نمونہ اختیار کرو

حضرت اقدس نے فرمایا۔ ایک تجویز کی تھی اگر راست آجاوے تو بڑی مراد ہے یونہی عمر گذرتی جاتی ہے آنحضرت صلعم کے صحابہ میں ایک کا بھی نام نہیں لے سکتے جس نے اپنے لئے کچھ حصہ دین کا اور کچھ حصہ دنیا کا رکھا ہو اور ایک صحابی بھی ایسا نہیں تھا جس نے کچھ دین کی تصدیق کر لی ہو اور کچھ دنیا کی۔ بلکہ وہ سب کے سب منقطعین تھے اور سب کے سب اللہ کی راہ میں جان دینے کو تیار تھے۔ اگر چند آدمی ہماری جماعت میں سے بھی تیار ہوں جو مسائل سے واقف ہوں اور ان کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ تارک الدنیا بھی ہوں تو ان کو باہر تبلیغ کے لئے بھیجا جاوے۔ بہت علم کی حاجت نہیں۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ سب امّی ہی تھے حضرت عیسےٰ کے حواری بھی امّی تھے۔ تقویٰ اور طہارت چاہیئے۔ سچائی کی راہ ایک ایسی راہ ہے جو اللہ تعالیٰ خود ہی عجیب عجیب باتیں سمجھا دیتا ہے۔

لوگ جو اپنے لڑکوں کو تعلیم دینے کے لئے یہاں کے سکول میں بھیجتے ہیں اگرچہ وہ اچھا کرتے ہیں اور یہ اچھا کام ہے مگر وہ محض للہ نہیں بھیجتے کیونکہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ جو سرکاری تعلیم اور جماعت بندی اور دوسرے قواعد دیگر سکولوں میں ہیں وہی یہاں بھی ہیں۔ اور یہاں بھیجتے وقت دنیاوی تعلیم کا ہی خصوصیت سے خیال رکھ لیتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ جو تعلیم دوسرے سکولوں میں ہے وہی یہاں ہے۔ مگر تاہم بھی نیک نیتی کی بنا پر یہ سب عمدہ باتیں ہیں اور اس سے کچھ عمدہ نتیجہ ہی نکلنے کی توقع ہے۔ اور یہاں کے سکول میں تعلیم پانے سے

قادیان کے سکول میں پڑھنا بہر صورت مفید ہے

اتنا فائدہ تو ضرور ہے۔ کہ دن رات نیکوکاروں اور صادقوں کی صحبت میں رہنا پڑتا ہے۔ عمدہ عمدہ کتابوں اور ہماری تصانیف کے پڑھنے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے اور مولوی (نورالدین) صاحب کی عمدہ عمدہ باتوں اور نصیحتوں اور درس کے سننے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور جب بچپن سے ہی ان طالب علموں کے کانوں میں صالح اور راستباز استادوں کی آواز پڑتی ہے تو اس سے وہ متاثر ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ دینداری کیطرف ترقی کرتے رہتے ہیں۔ غرض یہ سچی بات ہے کہ اس مدرسہ کی بنا فائدہ سے خالی نہیں اگر تین یا چار سو لڑکا تعلیم پاتا ہو تو اتنی امید ہے کہ تیس یا چالیس ہماری منشاء کے مطابق بھی نکل آویں گے۔

مگر جو بات ہم چاہتے ہیں وہ اس سے پوری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خواہ

حضرت چاہتے ہیں کہ ملونی نہ ہو

کچھ بھی ہو یہ باتیں ملونی سے خالی نہیں۔ ہمارا مطلب اس بات کے بیان کرنے کا یہ ہے کہ خدا جس نمونہ پر اس جماعت کو قایم کرنا چاہتا ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا نمونہ ہے۔ ہم تو منہاج نبوت کے طریقہ پر ترقیات دیکھنی چاہتے ہیں۔ موجودہ کارروائی کو خالص کارروائی نہیں کہہ سکتے۔ ہزارہا مرتبہ رائے زنی کیجاوے۔ اصل میں جیسا کہ پہلے کل کہا تھا ابھی تو پانی کے ساتھ پیشاب کی ملونی ہے۔ غرض اس طرح کی تعلیم ہماری

خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار ہو جاؤ

ترقیات کے لئے کافی نہیں ہمارے سلسلہ کو تو صرف اخلاص صدق اور تقوی جلد ترقی دے سکتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ ایک لاکھ سے متجاوز تھے میرا ایمان ہے کہ ان میں سے کسی کا بھی ملونی والا ایمان نہ تھا۔ ایک بھی ان میں سے ایسا نہ تھا۔ جو کچھ دین کے لئے ہو اور کچھ دنیا کے۔ بلکہ وہ سب کے سب خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار تھے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر ۲۱/۱۹

جو لوگ ملونی والے ہوتے ہیں ان کو خدا نے منافق کہا ہے بیعت کرنے والوں کو خوش نہیں ہونا چاہیے کیونکہ منافق وہ لوگ ہیں جنہوں نے کچھ ملونی کی۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جو منافق تھے اگر وہ اس

منافق کون ہوتے ہیں

زمانہ میں ہوتے تو بڑے بزرگ اور مومن سمجھے جاتے۔ کیونکہ جب بہت

بڑھ جاتا ہے تو اس وقت تھوڑی سی نیکی کی بھی بڑی قدر ہوتی ہے وہ لوگ جن کو منافق کہا گیا ہے اصل میں وہ بڑے بڑے صحابہ کے مقابل پر منافق تھے۔ یاد رکھو جس شخص نے خدا کے ساتھ کچھ حصہ شیطان کا ڈالا وہی منافق ہے۔

فرمایا قرآن شریف میں ہماری جماعت کی نسبت لکھا ہے۔

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۲۸/۱۱

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے ایک اور گروہ بھی ہے مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں۔ ان کے اخلاق عادات صدق اور اخلاص صحابہ کیطرح ہوگا۔ میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ اب دیر کیجاوے چاہیئے کہ ایسے

صحابہ کے نمونہ پر چلنے کا وقت قریب آگیا

آدمی ہم میں منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں اور ان کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جاوے۔ بشرطیکہ انکی اخلاقی حالت اچھی ہو۔ تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں مستقل راست القدم اور صبر و بار ہوں اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کر سکتے ہوں مسائل سے واقف اور متقی ہوں۔ کیونکہ متقی میں ایک قوت جذب ہوتی ہے وہ آپ جاذب ہوتا ہے وہ اکیلا رہتا ہی نہیں۔ جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اس نے پہلے ازل سے ہی ایسے آدمی رکھے ہیں جو [illegible]

متقی میں ایک قوت جذب اور کشش ہوتی ہے

صحابہ کے رنگ میں رنگین اور انہیں کے نمونہ پر چلنے والے ہوں گے۔ اور خدا کی راہ میں ہر طرح کی مصائب کو برداشت کرنے والے ہوں گے اور جو اس راہ میں مر جائیں گے وہ شہادت کا درجہ پائیں گے۔

مجرد اقوال کچھ نہیں اسلام کو قبول کرو

اللہ تعالیٰ نرے اقوال کو پسند نہیں کرتا اسلام کا لفظ ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جیسے ایک بکرا ذبح کیا جاتا ہے ویسے ہی انسان خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار رہے۔ آنحضرت صلعم کے پاس ایک قوم آئی۔ اور کہنے لگی کہ ہمیں فرصت کم ہے ہماری نمازیں معاف کیجائیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا وہ دین ہی نہیں جس میں نمازیں نہیں

وہ دین ہی نہیں جس میں کوئی آزمایش نہیں

جبتک عملی طور پر ثابت نہ ہو کہ خدا کے لئے تکلیف گوارا کر سکتے ہو تب تک نرے اقوال سے کچھ نہیں بنتا۔ نصاریٰ نے بھی جب عملی حالت سے لاپرواہی کی تو پھر ان کی دیکھو کیسی حالت ہوئی کہ کفارہ جیسا مسئلہ بنالیا گیا۔ اگر آدمی صدق دل سے محض خدا کے لئے قدم اٹھائے تو میرا ایمان ہے کہ بہت برکت ہوگی میں تو جانتا ہوں کہ وہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاوے گا یاد رکھو ایک

ایک ہی قدم میں ولی بن سکتے ہو

قدم سے ہی انسان ولی بن جاتا ہے جب غیر اللہ کی شراکت نکال لی بس عباد الرحمٰن میں داخل ہوگیا۔ جب اس کے دل میں محض خدا ہی خدا ہے اور کچھ نہیں تو پھر ایسے کو ہی ہم ولی کہتے ہیں۔ دیکھو صادق کے واسطے یہ کوئی مشکل کام نہیں اس میں ایک کشش ہوتی ہے وہ خالی جاتا ہی نہیں۔

دنیا کی زندگی کا آرام ہو ہر طرح سے آسودگی اور عیش و عشرت کے

ایمانی اصول کیا چاہتا ہے

سامان ہوں یہ ایمانی اصول کے مخالف پڑا ہوا ہے۔ ایمانی اصول تو چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کا نہ دن رات کوئی وقت آرام سے گذرتا ہی نہیں۔ ایک مرحلہ مصائب کا اگر طے کرتے ہیں تو دوسرا مرحلہ درپیش ہوتا ہے۔ کاش اگر صحابہ کیطرح بعد میں آتے تو ایک ہی کا فرق رہتا۔ مگر وہ دل نہ ہوئے جو ان کے تھے وہ اخلاص اور صدق نہ ہوا جو ان کا تھا۔ وہ تقویٰ اور استقلال نہ رہا جو ان کا تھا۔ ہماری جماعت کے لوگ گو مالی امداد میں تو کچھ فرق نہیں کرتے

ہماری جماعت کو کیا چاہیئے

مگر اللہ تعالیٰ تو ہر امر میں آزمانا چاہتا ہے اب تلوار کی بجائے گالیاں کھا کر صبر کرنا چاہیئے۔ چاہیئے کہ بڑی نرمی اور خوش خلقی سے لوگوں پر اپنے خیالات ظاہر کئے جاویں۔ بہ نسبت شہروں کے دہات کے لوگوں میں سادگی بہت ہے اور ہمارے دعویٰ سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ اگر ان کو نرمی سے سمجھایا جاوے تو امید ہے کہ سمجھ لیں گے۔ جلسوں کی بھی ضرورت نہیں اور نہ ہی بازاروں میں کھڑے ہو کر لیکچر دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس طرح سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ ایک ایک فرد سے علیحدہ علیحدہ مل کر اپنے قصے بیان کئے جاویں۔ جلسوں میں تو ہار جیت

جلسوں اور بحثوں میں فتنہ اور ہار جیت کا خیال

کا خیال ہو جاتا ہے۔ چاہیئے کہ دوستانہ طور پر شریفوں سے ملاقات کرتے رہے اور رفتہ رفتہ موقع پا کر اپنا قصہ سنا دیا۔ بحث کا طریق اچھا نہیں بلکہ ایک ایک فرد سے اپنا حال بیان کیا اور بڑی آہستگی اور نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی۔ پھر تم دیکھو گے کہ بہت سے آدمی ایسے ہی نکلیں گے جو کہیں گے کہ ہم پر تو ان مولویوں نے اصلیت ظاہر ہی نہیں ہونے دی۔ چاہیئے کہ جس شخص میں علم اور رشد کا مادہ دیکھا اسی کو اپنا قصہ بتا دیا اور فرداً فرداً واقفیت بڑھاتے رہے۔ یہ نہیں کہ سب کے سب ظالم طبع اور شریر ہوتے ہیں بلکہ شریف اور مخلص بھی انہیں میں چھپے ہوئے ہیں۔

جہاں بد ہوں وہاں نیک بھی ہوتے ہیں

لاہور کی نسبت ایک شخص نے رات کے پہلے حصہ میں کشف میں دیکھا کہ زنا فسق و فجور بدکاری اور بیحیائی کا بازار بڑا گرم ہے تب وہ جاگا اور خیال کیا کہ اگر ایسا ہی حال ہے تو یہ شہر تباہ کیوں نہیں ہوتا مگر جب وہ تہجد کی نماز پڑھ کر پچھلی رات کو پھر سویا تو کیا دیکھتا ہے کہ صدہا آدمی ہیں جو دعاؤں میں مشغول ہیں اور خدا کی یاد میں مصروف ہیں۔ کوئی صدقہ اور خیرات کر رہے ہیں کوئی بیکسوں اور یتیموں کی مدد کر رہے ہیں۔ غرض توبہ اور استغفار کا بازار گرم ہے۔ تب اس نے سمجھا کہ انہیں کیخاطر یہ شہر بچا ہوا ہے۔ یہ سنت اللہ ہے

نیکوں کیخاطر بد بچائے جاتے ہیں

کہ ابرار اخیار کے واسطے بڑے بڑے بدکار اور بد معاش آدمی بھی بچائے جاتے ہیں۔ یاد رکھو کچھ نہ کچھ نیک لوگ بھی ضرور مخفی ہوتے ہیں۔ اگر سب ہی بد ہوں تو پھر دنیا ہی تباہ ہو جاوے۔

اطلاع

منشی حسن علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ گوجرانوالہ سے احمدی احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ انکی والدہ مرحومہ کا غائبانہ جنازہ پڑھا جاوے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا